زندگی میں انقلاب برپا کرنے والی، قلوب واذہان کو منور کرنے والی رسول اللہ ﷺ کی حجۃ الوداع کے مختلف مواقع پر اپنی امت کو بے مثال اور مفید نصیحتوں کا مجموعہ

مؤلف: محمد محمود نقشبندی عفی عنہ
مدرس درس نظامی جامعۃ المدینہ تونسہ شریف
03377649550

عرض مؤلف

رسول اللہ ﷺ کا ہر خطبہ، ہر فرمان لاجواب، بے مثل وبے مثال اور تمام بنی انسان کی فلاح، وکامیابی کا ضامن ہے مگر حجۃ الوداع کے خطبات کو جو آپ ﷺ نے ہزاروں صحابہ کرام علیھم الرضوان کے اجتماع میں ارشاد فرمائے ان کو ایک امتیازی اور منفرد مقام حاصل ہے، کیونکہ انہی ایام میں اللہ تعالی نے دین اسلام کو کامل کر دیا اور آیۃ کریمہ "الیوم اکملت لکم دینکم،،، بھی یہاں پر نازل ہوئی، آپ ﷺ کی دوروںزدیک سے آئے ہوئے اپنے جانثار صحابہ میں یہ الوداعی نصیحتیں تھیں ان خطبات میں اللہ کے حبیب ﷺ نے امت کو ہر طرح کی نصیحتیں فرمائی، حقوق اللہ، حقوق العباد وغیر ھا بیان فرمائے ایک سچے مسلمان نے زندگی کس طرح گزارنی ہے؟ کن منھیات سے بچنا ہے کن پر عمل کرنا سب بیان فرمادیا گویا خاتم النبیین ﷺ نے پورے دین کا خلاصہ بیان فرمادیا، حضرت علامہ عبد المصطفی اعظمی رحمہ اللہ اپنی کتاب سیرت مصطفی میں اس خطبے کے بارے میں رقم طراز ہیں:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرفات پہنچ کر ایک کمبل کے خیمہ میں قیام فرمایا۔ جب سورج ڈھل گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی ''قصواء'' پر سوار ہو کر خطبہ پڑھا۔ اس خطبہ میں آپ نے بہت سے ضروری احکامِ اسلام کا اعلان فرمایا اور زمانہ جاہلیت کی تمام برائیوں اور بیہودہ رسموں کو آپ نے مٹاتے ہوئے اعلان فرمایا کہ اَلَا كُلُّ شَیْءٍ مِّنْ اَمرِالْجَاہِلِیَّۃِ تَحْتَ قَدَمَیَّ مَوْضُوْعٌ۔ سن لو! جاہلیت کے تمام دستور میرے دونوں قدموں کے نیچے پامال ہیں۔ (ابوداؤد ج ۱ص ۲۶۳ ومسلم ج ۱ص ۳۹۷ باب حجۃ النبی)

اسی طرح تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اس تاریخی خطبہ میں زمانہ جاہلیت کے خاندانی تفاخر اور رنگ و نسل کی برتری اور قومیت میں نیچ اونچ وغیرہ تصورات جاہلیت کے بتوں کو پاش پاش کرتے ہوئے اور مساوات اسلام کا عَلَم بلند فرمایا (سیرت مصطفیٰ بتصرف قلیل)

آپ ﷺ نے حجۃ الوادع کے موقعہ پر کتنے خطبات ارشاد فرمائے؟ اس بارے سیرت نگار اور شارحین حدیث میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک چار بعض کے نزدیک تین خطبے ارشاد فرمائے، ان خطابات کے جزئیات بہت سارے صحابہ کرام علیھم الرضوان سے مروی ہیں، جو حدیث کی مختلف کتب میں بکھری ہوئی ہیں، مگر تعجب کی بات ہے اردو میں اب تک ان اہم ترین خطبات کو یکجا نہیں کیا گیا، اگر کہیں کسی نے کچھ کوشش کی بھی ہے تو اس میں رطب ویابس سب ڈال دیا نہ کسی کتاب کا حوالہ اور نہ صحیح وموضوع میں امتیاز، ہاں یہ حقیقت ہے کہ ان

سب میں صحیح الاسناد مرویات کو یکجا کرنا بہت مشکل ہے ،اس میں کافی وقت چاہیے ،اللہ کرے کوئی سنی عالم محقق اس طرف توجہ کرلے ،بہرحال بفضلہ تعالی ہم سے سردست جتنا ہوسکا ان روایات میں سے جن تک رسائی ہوئی متن حدیث مع ترجمہ اور امہات الکتب کے حوالہ جات کے ساتھ یکجا کردیا، آج کل بعض نفس پرست لبرل انسانیت کے نام پر انہی خطبات کا حوالہ پیش کرکے ان کی ہواء نفس کے مطابق ایسی تشریح کرتے ہیں جو شریعت کے خلاف ہے اس لیے بعض احادیث کی شرح بھی مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ کی مشکاۃ کی مشہور شرح مراۃ المناجیح سے کردی گئی ہے ،(ناچیز کی کافی زیادہ مصروفیت ہے جس کی وجہ سے فی الحال خود ان احادیث مبارکہ کی شرح کی طرف توجہ نہیں کرسکتا لیکن ان احادیث مبارکہ کی حالت حاضرہ کے مطابق شرح اور مزید ان پر کام کرنے کا ارادہ ضروری ہے ان شااللہ فما توفیقی الا باللہ،اس کے باوجود جتنا ہم نے اس پر بفضلہ تعالی کام کیا میری ناقص معلومات کے مطابق اب تک اتنا کام اردو زبان میں ان خطبات کریمہ وعظیمہ پر نہیں ہوا۔ان خطابات میں جن کے مقام اور یوم کا علم کسی ذریعے سے ہوا ان کو انہی تاریخ کے ذیل میں درج کردیا،اور جن کا معلوم نہ ہوسکا ان کو بعد میں تاریخ کی تعیین کے بغیر بیان کردیا،اور جن احادیث میں کلام تھا ان کو فی الحال لکھنے سے گریز کیا گیا، خالق لم یزل میری اس ادنی سی کوشش کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرمائے اور میری مغفرت کا وسیلہ بنائے ،ہم سب کو سرکار ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ نبیہ الکریم ﷺ [1]

---

[1]: نوٹ: دیانت داری کا تقاضا ہے کہ جن کتب یا مصنفین سے کتاب یا تحریر لکھنے میں استفادہ کیا جائے تو ان کا ذکر لازما کیا جائے ،افسوس فی زمانہ سستی شہرت کی ہوس، حب جاہ اس سے روکتی ہیں جو کہ سراسر شرعی اور قانونی جرم اور علمی خیانت ہے سوناچیز عرض کرتا ہے مواد حاصل کرنے میں مختلف کتب کے ساتھ ساتھ انٹرنیٹ گوگل وغیرہ سے بھی استفادہ کیا گیا،ملک کامران طاہر نامی ایک محرر کی تحریر سے زیادہ استفادہ کیا گیا ہے)

خطبہ یوم عرفہ ...۹ ذوالحجہ

[١]: « عن جابر بن عبدالله رضی الله عنه : إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٌ وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَكَانَ مُسْتَرْضَعًا فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَهُ هُذَيْلٌ وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ مِنْ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ فَاتَّقُوا اللَّهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللَّهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللَّهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ فَإِنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابَ اللَّهِ وَأَنْتُمْ تُسْأَلُونَ عَنِّي فَمَا

روایت ہے حضرت جابر ابن عبداللہ سے فرمایا کہ تمہارے خون تمہارے آپس کے مال تم پر یوں ہی حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی اس مہینہ اور اس شہر میں حرمت[1] خبردار رہو زمانہ جاہلیت کی تمام رسمیں میرے قدم کے نیچے روند دی گئیں[2] اور جاہلیت کے زمانہ کے خون ختم کردیئے گئے[3] میں اپنے خونوں میں سے پہلا خون ختم کرتا ہوں وہ ابن ربیعہ ابن حارثہ کا خون ہے[4] یہ بنی سعد میں شیر خوار تھے تو انہیں قوم ہذیل نے قتل کردیا تھا[5] اور جاہلیت کے زمانہ کے سود ختم ہیں میں اپنے سودوں میں سے پہلا سود ختم کرتا ہوں وہ عباس ابن عبدالمطلب کا سود ہے وہ سارا ہی ختم[6] عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو کہ تم نے انہیں اللہ تعالیٰ کی امان میں لے لیا ہے اور کلمہ الٰہیہ سے ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے[7] تمہارے ان پر یہ حقوق ہیں کہ وہ تمہارے بستروں کو ان سے پامال نہ کرائیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو[8] پھر اگر وہ عورتیں ایسا کریں تو تم انہیں غیر مہلک مار مارو[9] اور عورتوں کی تم پر بھلائی سے ان کی روزی اور بھلائی سے ان کا کپڑا ہے[10] میں تم میں وہ چیز چھوڑتا ہوں کہ اس کے ہوتے تم کبھی گمراہ نہ ہو گے جب تک تم اسے تھامے رہے یعنی قرآن کریم[11] اور تم سے

أَنْتُمْ قَائِلُونَ؟» قَالُوا: نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَأَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ. فَقَالَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ: «اللَّهُمَّ اشْهَدْ اللَّهُمَّ اشْهَدْ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ(2)	میرے متعلق پوچھا جائے گا تو تم کیا کہو گے، سب بولے ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے تبلیغ فرمادی اور امانت ادا کردی اور خیر خواہی فرمائی [12] تو آپ نے اپنے کلمہ کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور لوگوں کی طرف جھکائی فرمایا خدایا گواہ ہو جاؤ خدایا گواہ ہو جاؤ (تین بار) [13]

شرح

[1] یعنی جیسے ماہ ذی الحجہ خصوصًا عرفہ کے دن حرم شریف کی زمین میں گناہ کرنا بدترین جرم ہے کہ اس میں تین جرموں کا مجموعہ ہے: گناہ جرم محترم جگہ کی بے حرمتی جرم، حرمت والی تاریخ و مہینہ کی بے ادبی جرم، ایسے ہی مسلمان کا خون بہانا، مال مارنا کئی جرموں کا مجموعہ ہے کہ یہ ظلم بھی ہے اور اللہ تعالٰی کی ناراضی کا باعث بھی اور میری تکلیف و ایذاء کا سبب بھی ہے، بعض نے فرمایا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نفس یعنی خون کی حرمت کو حرم شریف کی حرمت سے تشبیہ دی جو دائمی وباقی ہے اور حرمت مال کو اس زمانہ کی حرمت سے تشبیہ دی جو عارضی ہے مگر پہلی توجیہ قوی ہے اور یہ کلام شریف بہت ہی بلیغ ہے۔

[2] یعنی ہم نے اسلام سے پہلے والی تمام بری رسمیں مٹادیں، نوحہ، ماتم، بتوں کے نام کے ذبیحہ وغیرہ تمام مٹادیں، اب کوئی وہ رسوم ادا نہ کرے۔

[3] یعنی اسلام سے پہلے جو ظلمًا خون کر دیئے گئے تھے اور ان کا قصاص باقی تھا وہ تمام خون معاف کر دیئے گئے اب ان میں سے کسی قاتل پر قصاص نہیں، اب نیا راج ہے نیا راجہ، نیا دور ہے نئے دور والا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم۔

---

(2)،، صحيح مسلم ،باب حجة النبی ﷺ ،ج2،ص 886،الناشر : دار احیاء التراث العربی بیروت ،//مشكاة المصابيح باب قصة حجة الوداع ،ج2،ص 783،الناشر : المكتب الاسلامی ،بيروت

4 اس بچے کا نام ایاس ابن ربیعہ ابن حارث ابن عبدالمطلب ہے، حارث حضور انور صلی اللہ علیہ و سلم کے چچا ہیں، ان کے بیٹے ربیعہ صحابی ہیں جنہوں نے خلافت فاروقی میں وفات پائی۔

5 اس طرح کہ بنی سعد و ہذیل قبیلوں میں جنگ ہوئی تھی۔ ہذیل کا ایک پتھر ایاس کے لگا جس سے وہ وفات پا گئے۔ مشکوۃ کے بعض نسخوں میں دم ربیعہ ہے بغیر ابن کے، خون سے مراد ربیعہ کے خون کا مطالب ہے جس کے وہ ولی ہیں ورنہ مقتول ایاس ابن ربیعہ ہیں نہ کہ خود ربیعہ۔

6 یعنی زمانہ جاہلیت کے تمام غصب کئے ہوئے لوٹے ہوئے اور سودی کاروبار کے مال معاف ہیں جن کے ذمہ کسی کا قرض ہے اور سود بھی چڑھا ہوا ہے ان کے سود معاف، وہ اصل رقم ادا کردے۔ حضرت عباس اسلام سے پہلے سود لیتے تھے، ان لوگوں پر بہت قرض و سود تھے جو حضور انور صلی اللہ علیہ و سلم نے معاف فرمادیئے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم مسلمانوں کے جان و مال کے مالک ہیں، دیکھو آپ بذات خود خون بھی معاف فرمارہے ہیں اور مال بھی ان حق والوں سے معاف نہیں کرایا۔ دوسرے یہ کہ قانون پر پہلے بادشاہ اور اس کے اہل قرابت عمل کریں پھر رعایاء سے عمل کرائیں تب قانون چلتا ہے اگر خود عمل نہ کریں تو رعایا عمل نہ کرے گی جیسے آج دیکھا جارہا ہے کہ قانون فٹ بال (Foot Ball) بن کر رہ گئے ہیں۔ دیکھو سرکار نے یہ دونوں قانون پہلے اپنے اور اپنے اہل قرابت پر جاری فرمائے۔

7 یہ ف عاطفہ ہے یعنی مال و خون کے معاملات میں ظلم نہ کرو، پھر اپنی بیویوں پر بھی زیادتی نہ کرو۔ امان بمعنی امانت و عہد ہے یعنی تم نے انہیں اللہ کی ضمانت پر اپنے نکاح میں لیا ہے۔ کلمۃ اللہ سے مراد اللہ کا حکم ہے کہ فانکحو ھن یعنی اللہ تعالٰی کے فرمان کے ماتحت تمہارے لیے وہ حلال ہوئی ہیں، ہمارے ہاں بوقت نکاح دولہا دلہن کو کلمہ پڑھاتے ہیں، اس کا ماخذ یہ حدیث ہو سکتی ہے تاکہ دونوں کا معاہدہ مضبوط رہے، کلمہ پڑھ کر عہد و پیمان کریں۔

8 یعنی تمہارے گھروں میں کسی ایسے کو نہ آنے دیں اور تمہارے بستروں پر کسی ایسے کو نہ بیٹھنے دیں جن کا آنا بیٹھنا تم ناپسند کرتے ہو۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ عورت کے میکے والے حتی کہ اس کے ماں باپ بھی بغیر خاوند کی اجازت اس کے گھر نہ جائیں، اگر خاوند کا آنا اپنے گھر میں ناپسند کرے تو عورت

انہیں نہ بلائے بلکہ میکے جاکر ان سے مل آئے اس کا ماخذ یہ حدیث ہے،ہاں مرد عورت کو ماں باپ کے ملنے سے منع نہیں کرسکتا کہ اس میں قطعیت رحم ہے۔

9 یعنی انہیں اس قصور پر سزا دے سکتے ہو۔معلوم ہوا کہ مرد عورت کو سزاءً معمولی طور پر مار سکتا ہے کیونکہ مرد عورت کا حاکم ہے جیسے ماں،باپ،استاد اپنی اولاد شاگرد کو تنبیہًا مارپیٹ سکتے ہیں ایسے ہی خاوند بیوی کو مگر مار معمولی ہو اس لیے غیر مبرّح فرمایا کہ اس مار سے ایذاء مقصود نہیں اصلاح مقصود ہے۔

10 بھلائی سے روٹی کپڑے کے معنے یہ ہیں کہ خوشدلی سے دو ان کے خرچ کو بوجھ نہ سمجھو اور جیسا خود کھاؤ پہنو ویسا ہی انہیں کھلاؤ پہناؤ۔

11 یعنی میں جارہا ہوں اور قرآن کریم تم میں چھوڑے جاتا ہوں،اگر تم نے اپنے عقائد و اعمال اس کے مطابق رکھے تو گمراہ نہ ہوگے۔خیال رہے کہ پورے قرآن پر عمل ضروری اور قرآن شریف میں تو یہ حکم بھی ہے کہ اللہ ورسول کی اطاعت کرو اور یہ بھی ہے کہ جس نے رسول اللہ کی اطاعت کی،اس نے اللہ کی اطاعت کی،لہذا سنت پر عمل لازم ہوا،اب یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ سنت پر عمل ضروری نہیں قرآن کافی ہے۔

12 معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ایمان کی گواہی دیں گے اور ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کی گواہی دیں گے،ہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کا کوئی بے ایمان انکار نہ کرسکے گا تاکہ پھر اس کی تحقیق کی جائے لہذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں"لَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ "یہ سوال اور ہے اور جس سوال کی نفی ہے وہ اور سوال ہے۔

13 یعنی مولٰی تو ان کی گواہی کا گواہ ہوجا،رب تعالٰی فرماتا ہے:"وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیۡدًا"رب تعالٰی احکم الحاکمین بھی ہے اور گواہوں کا گواہ بھی،ہر حاکم گواہوں کا گواہ ہوتا ہے لہذا یہ گواہی رب تعالٰی کی حاکمیت کے خلاف نہیں،بعض نسخوں میں ینکبھا ب سے ہے نکب بمعنی جھانکنا اور نکت ت سے بمعنی کریدنا۔

خطبہ یوم النحر...۱۰/ذوالحجہ

[۲]۔عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: «خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ، قَالَ: " إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ثَلاَثٌ مُتَوَالِيَاتٌ، ذُو الْقَعْدَةِ، وَذُو الْحِجَّةِ، وَالْمُحَرَّمُ، وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ) . وَقَالَ: أَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟ قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ. فَقَالَ: " أَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ؟ " قُلْنَا: بَلَى. قَالَ " أَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟ " قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ. قَالَ: أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ؟ ". قُلْنَا بَلَى. قَالَ: " فَأَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟ " قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ. قَالَ: " أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟ " قُلْنَا: بَلَى. قَالَ: " فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ، وَأَمْوَالَكُمْ، وَأَعْرَاضَكُمْ. عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ، فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ، أَلَا

روایت ہے حضرت ابو بکرہ سے فرماتے ہیں کہ بقر عید کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ دیا[1] فرمایا کہ زمانہ گھوم پھر کر اپنی اسی حالت پر آگیا[2] جس پر اللہ نے اسے آسمان وزمین بنانے کے دن کیا تھا[3] سال بارہ مہینے کا ہے جن میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں[4] تین تو مسلسل ہیں ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم چوتھا قبیلہ مضر کا ماہ رجب جو دو جمادوں اور شعبان کے درمیان ہے[5] فرمایا یہ کون مہینہ ہے ہم نے عرض کیا اللہ ورسول جانیں حضور انور خاموش رہے حتی کہ ہم نے گمان کیا کہ حضور اس کا اس کے نام کے سوا کوئی اور نام رکھیں گے[6] تو فرمایا کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے ہم نے عرض کیا ہاں فرمایا یہ کون سا شہر ہے ہم نے عرض کیا اللہ رسول جانیں حضور خاموش رہے حتی کہ ہم سمجھے آپ اس کے نام کے علاوہ کوئی اور نام رکھیں گے[7] فرمایا کیا یہ مکہ معظّمہ شہر نہیں ہے ہم نے عرض کیا ہاں فرمایا اچھا یہ کون دن ہے ہم نے عرض کیا اللہ رسول جانیں حضور خاموش رہے حتی کہ ہم سمجھے کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے (اصلی نام کے سوا) فرمایا کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہم نے عرض کیا ہاں[8] فرمایا تو تمہارے خون تمہارے مال تمہاری آبروئیں تم میں سے ایک دوسرے پر ایسی حرام ہیں جیسے ہمارے اس دن کی حرمت ہمارے اس شہر اور اس مہینہ میں[9] تم عنقریب اپنے رب سے ملو گے وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق پوچھے گا[10] تو خبردار میرے بعد گمراہ ہو کر نہ لوٹ جانا کہ تم میں سے بعض بعض کی گردنیں مارنے لگیں[11] خبردار رہو کیا میں نے

فَلَا تَرْجِعُوا بِعْدِي ضُلَّالًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ " قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: اللَّهُمَّ اشْهَدْ. فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ. فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ»(3):	تبلیغ کر دی سب بولے ہاں فرمایا الٰہی گواہ ہو جالازم ہے کہ حاضرین غائبوں کو پہنچادیں بہت سے پہنچائے ہوئے سننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوں گے[12] (مسلم، بخاری)

شرح

[1] یہ خطبہ بمعنی وعظ و نصیحت ہے نہ کہ وہ خطبہ مسنونہ جو حج میں ہوتا ہے کہ وہ گیارھویں بقر عید کو منیٰ میں ہے، یہ خطبہ اس خطبہ کے علاوہ ہے جو نویں کو عرفات میں دیا جاتا ہے، ان خطبوں میں بقیہ ارکان حج کی تعلیم ہوتی ہے۔ اگلے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ خطبہ حج نہیں ہے ورنہ اس میں مسائل حج بیان ہوتے، یہ خطبہ بعد نماز ظہر تھا۔

[2] زمانہ مطلقًا وقت کو کہتے ہیں، یہاں بمعنی سال ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہو رہا ہے، سال بھی قمری مراد ہے نہ کہ شمسی۔

[3] اہل عرب زمانہ جاہلیت میں دو حرکتیں کرتے تھے ایک تو کبھی سال کو تیرہ ماہ کا بنا دینا۔ دوسرے مہینوں کی تبدیلی اگر اُن کی جنگ کے زمانہ میں ماہ حرم مثلًا رجب آجاتا اور ابھی جنگ باقی ہوتی تو اسے کوئی اور مہینہ قرار دے لیتے تاکہ جنگ جاری رکھ سکیں، پھر جنگ ختم ہونے کے بعد کسی اور مہینے کو رجب مان لیتے، یوں ہی بقر عید میں تبدیلی کر لیتے تھے تاکہ حج جس موقعہ پر آسان ہو اس پر کر لیں۔ چنانچہ جس سال جناب آمنہ خاتون حاملہ ہوتی ہیں اسی سال رجب کو بقر عید مان کر حج کیا گیا تھا اسی لیے روایات میں آتا ہے کہ جناب آمنہ کا حاملہ ہونا ایام منیٰ میں ہوا، جس سال حضور انور نے حج کیا اسی سال حسن اتفاق سے سال بارہ ماہ کا ہوا اور ہر

---

(3)، صحيح بخاري، باب حجة الوداع، ج5، ص177۔ الناشر: دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422ھ
مشكاة المصابيح، باب خطبة يوم النحر ج2، ص816

مہینہ اپنے اصل پر منایا گیا۔ اس فرمان عالی میں یہ ہی ارشاد ہے کہ اس سال ہر مہینہ اس وقت ہوا ہے جس وقت رب نے اسے مقرر کیا تھا مہینے گھومتے پھرتے ہوئے اس سال اپنے صحیح وقت پر گزرے۔ ہماری اس تقریر سے وہ اعتراض اٹھ گیا کہ جب استقرار حمل شریف ایام حج میں ہوا اور ربیع الاول میں ولادت مبارک ہوئی تو نو ماہ کیسے پورے ہوئے۔ معلوم ہوگیا کہ وہ ماہ رجب تھا جسے بقر عید بنا کر حج کیا گیا تھا۔

[4] حق یہ ہے کہ السنۃ جملہ مستقلہ ہے اور اثنا عشر بوجہ خبر مبتداء ہونے کے مرفوع ہے، بعض کے خیال میں السنۃ خلق کا مفعول اولیٰ ہے اثناء عشر مفعول دوم۔ اس فرمان میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے "اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ "الخ۔

[5] زمانہ جاہلیت میں یہ چار ماہ بڑی حرمت والے تھے جن میں جنگ حرام تھی، اسلام میں ان مہینوں کی حرمت تو برقرار رکھی کہ ان میں گناہ کو سخت جرم قرار دیا جیسے بحالت احرام حرم شریف میں گناہ سخت جرم ہے مگر جنگ کی حرمت کو منسوخ فرمادیا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ طائف شوال میں اور غزوہ حنین ذی قعدہ میں کیا، حضور انور کے بعد صحابہ کرام ہر مہینہ میں جہاد کرتے رہے۔ مضر ایک قبیلہ کے مورث اعلیٰ کا نام ہے جس کے نام سے یہ قبیلہ مضر کہلاتا ہے، چونکہ وہ شخص لسی بہت پسند کرتا تھا اور اس کا رنگ بھی لسی کی طرح سفید تھا اس لیے اسے مضر کہتے تھے، مُضَر کے معنے ہیں مٹھا یا لسی، چونکہ یہ قبیلہ ماہ رجب کا بہت ہی ادب واحترام کرتا تھا اس لیے رجب اس قبیلہ کی طرف منسوب فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ مکہ معظمہ ۸ھ میں فتح ہوا، اس سال حضور انور نے امیر الحج عتاب ابن اسید کو مقرر کیا اور ۹ھ کے حج کا امیر ابو بکر صدیق کو اور ۱۰ھ میں خود حج فرمایا تو یقینًا ۹ھ و ۱۰ھ میں بھی ہر مہینے اپنے موقعہ پر تھا اور حج صحیح وقت پر ادا ہوا تھا ورنہ سرکار کبھی غلط وقت پر حج کی اجازت نہ دیتے لہذا اس جملہ شریف کے یہ معنے نہیں کہ صرف اس سال ہی سال درست گزرا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس سال صحیح حج ہوا گزشتہ سالوں کی طرح اور اب تم مہینے اس حساب سے گزارنا۔(مرقات و فتح الباری) خیال رہے کہ قبیلہ مضر نے ماہ رجب میں

کبھی تبدیلی نہ کی تھی اس لیے رجب کو انہیں کی طرف منسوب کیا جاتا تھا اور انہیں کے رجب سے حساب لگتا تھا۔

6 یہ صحابہ کرام کا ادب بارگاہ رسالت ہے کہ باوجودیکہ وہ جانتے تھے کہ آج حج ہے، بقر عید کا مہینہ ہے، دسویں ذی الحجہ ہے مگر جواب نہ دیا کیونکہ رب نے فرمایا: "لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ" حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ خاموش رہنا اہتمام کے لیے تھا کہ جو چیز انتظار کے بعد معلوم ہو وہ یاد خوب رہتی ہے، اس جواب سے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ رسول جانیں۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر رب کے ساتھ کرنا شرک نہیں عین ایمان ہے، اللہ رسول کے ملانے کا نام ایمان ہے الگ کرنے کا نام کفر، رب تعالٰی فرماتا ہے: "يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللهِ وَرُسُلِهٖ" اور فرماتا ہے: "اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا"۔

7 صحابہ کے اس گمان سے معلوم ہو رہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نام تبدیل کرنے کا اختیار ہے اور آپ ہی کا رکھا ہوا نام باقی رہے گا، دیکھو حضور نے ایک صحابی کا نام رکھ دیا ابو ہریرہ یعنی بلیوں والے تو ان کے ماں باپ کا رکھا ہوا نام گم ہو گیا۔

8 بلدہ ہر شہر کو اور نحر ہر ذبح کو کہتے ہیں مگر اب عرف میں بلدہ سے مکہ معظمہ اور نحر سے قربانی مراد ہوتی ہے جیسے بیت لغۃً ہر گھر ہے مگر اب عرف میں مطلقًا بیت کعبہ معظمہ یعنی بیت اللہ کو کہتے ہیں اسی بنا پر یہ گفتگو ہو رہی ہے۔ مکہ معظمہ ہمیشہ سے شہر رہا ہے اور ان شاء اللہ شہر رہے گا۔ جن بزرگوں نے کہا کہ شہر وہ بستی ہے جہاں کے مسلمان اس کی بڑی مسجد میں نہ سما سکیں یہ غلط ہے ورنہ پھر مکہ معظمہ تو شہر نہ رہے گا کہ حرم شریف میں مکہ والے تو کیا سارے حجاج سما جاتے ہیں اور چھوٹے گاؤں جن کی مسجد چھوٹی سی ہو شہر بن جائے گا۔

9 عام علماء فرماتے ہیں کہ حدود حرم میں جیسے نیکی ایک کی ایک لاکھ بن جاتی ہے ویسے ہی گناہ بھی ایک کا لاکھ ہے اس لیے حضور نے ارشاد فرمایا جیسے یہاں کا گناہ دوسرے مقامات کے گناہ سے سخت تر ہے ایسے ہی مسلمان کے خون مال آبرو ظلمًا برباد کرنا سخت تر ہے، رب تعالٰی فرماتا ہے: "وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ"۔ محققین علماء فرماتے ہیں کہ یہ زیادتی کیفیت میں ہے نہ کہ مقدار میں، رب تعالٰی فرماتا ہے: "وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا"۔

10 یعنی قیامت میں رب تعالٰی تمہارے ہر چھوٹے بڑے جانی مالی اعمال کا حساب فرمائے گا ابھی سے اس حساب کا خیال رکھو حضرت علی مرتضٰی فرماتے ہیں "حاسبوا قبل ان تحاسبوا" حساب دینے سے پہلے اپنا حساب خود لیتے رہو۔

11 یہاں ضلال فرمایا گیا ضال کی جمع، بعض روایات میں کفار ہے یعنی میرے بعد تم لوگ گمراہ یا کفار جیسے ظالم نہ بن جانا کہ بعض مسلمان بعض کو ظلمًا قتل کرنے لگیں، یہ خطاب صرف صحابہ کرام سے نہیں بلکہ تاقیامت ساری امت سے ہے۔ خیال رہے کہ آخری خلافت عثمانیہ اور خلافت مرتضویہ میں جو صحابہ کرام میں لڑائیاں ہوئیں وہ غلط فہمی یا خطاء اجتہادی کی بنا پر تھیں نہ کہ نفسانیت و ظلم سے جیسے حضرت خالد نے خود حضور انور کے زمانہ میں ایک قوم کو جنہوں نے صبانا کہا تھا کافر سمجھ کر قتل کردیا اور حضور انور نے حضرت خالد کو نہ فاسق قرار دیا نہ ظالم یا کافر بلکہ انہیں توبہ کا بھی حکم نہ دیا۔ یہاں ظالم قاتل کو کافر یا گمراہ فرمانا عمل کے لحاظ سے ہے نہ کہ عقیدے کے اعتبار سے یعنی یہ قتل و خوں ریزی کفار کا طریقہ ہے، جیسے قرآن کریم فرماتا ہے: "وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ" تم لوگ نماز قائم کرو مشرکوں سے نہ ہوجاؤ حالانکہ نماز نہ پڑھنا شرک نہیں لہذا اس حدیث سے روافض یہ نہیں کہہ سکتے کہ صحابہ حضور کے بعد آپس کی جنگوں کی وجہ سے کافر ہوگئے۔

12 حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تین چیزیں فرمائیں: اپنی تبلیغ پر تمام کو گواہ بنایا، اب بھی حجاج روضہ اقدس پر عرض کرتے ہیں یارسول اللہ آپ نے پوری تبلیغ فرمادی یہ عرض اس سوال کا جواب ہے۔ دوسرے تمام صحابہ کو احادیث کی تبلیغ کا حکم دیا علماء کو چاہیے کہ دین چھپائیں نہیں، یہ حضور کی امانت ہے امت کے حوالہ کردیں۔ تیسرے یہ کہ رحمت الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہے گا چمن اسلام میں پھول کھلتے رہیں گے میرے بعد بعض علماء آج کل کے بعض صحابہ سے زیادہ ذہین و نکتہ رس ہوں گے، رب نے اپنے حبیب کی اس بات کو کیسا سچا کیا۔ سبحان اللہ! چاروں امام مجتہدین دیگر فقہاء صوفیاء بعد میں پیدا ہوئے جنہوں نے ان ہی احادیث سے قیمی موتی نکالے دین کو واضح کردیا۔

[۳]۔۔۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ	روایت ہے حضرت عمرو ابن احوص سے فرماتے ہیں میں نے رسول

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: «أَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟» قَالُوا: يَوْمُ النَّحْرِ الْأَكْبَرِ. قَالَ: «فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا أَلَا لَا يجني جَانٍ عَلَى نَفْسِهِ وَلَا يَجْنِي جَانٍ عَلَى وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ عَلَى وَالِدِهِ أَلَا وَإِنَّ الشَّيْطَانَ قد أَيِسَ أَنْ يُعْبَدَ فِي بَلَدِكُمْ هَذَا أَبَدًا وَلَكِنْ ستكونُ لهُ طاعةٌ فِيمَا تحتقرونَ مِنْ أَعْمَالِكُمْ فَسَيَرْضَى بِهِ». (4) وفي رواية: «ألا إن المسلم أخو المسلم فليس يحل لمسلم من أخيه شيء إلا ما أحل من نفسه» (هذه الرواية للترمذي وقال: حسن صحيح [3087]).	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃالوداع میں فرماتے سنا یہ کون دن ہے صحابہ نے عرض کیا حج اکبر کا دن [1] فرمایا تمہارے خون تمہارے مال تمہاری آبروئیں آپس میں ایک دوسرے پر ایسے حرام ہیں جیسے اس شہر میں اس دن کی حرمت [2] خبردار کوئی مجرم اپنی جان پر ظلم نہ کرے [3] خبردار کوئی مجرم اپنی اولاد پر ظلم نہ کرے اور نہ کوئی فرزند اپنے باپ پر [4] خبردار شیطان اس سے تو مایوس ہو چکا کہ تمہارے اس شہر میں کوئی اسے پوجے [5] مگر جن گناہوں کو تم معمولی سمجھتے ہو ان میں اس کی اطاعت ہو جایا کرے گی جس سے وہ راضی ہوتا رہے گا [6] (اور ایک روایت میں یہ بھی ہے۔ آگاہ رہو! مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ کسی مسلمان کے لیے اپنے بھائی کی کوئی چیز حلال نہیں ہے سوائے اس چیز کے جو اسے اس کا بھائی خود سے دیدے۔ یہ ترمذی کی روایت ہے اور فرمایا یہ حسن صحیح ہے،

شرح

[1] ظاہر یہ ہے کہ بعض صحابہ نے یہ جواب دیا اور بعض نے عرض کیا اللہ ورسولہ اعلم! یا یہ کوئی دوسرا واقعہ ہے لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ صحابہ نے اللہ ورسولہ اعلم کہا۔ حج اکبر کے بہت سے معانی ہیں: (۱) بقر عید کا دن حج اکبر ہے کیونکہ اکثر ارکان حج اسی دن میں ہوتے ہیں، رب تعالٰی فرماتا ہے: "وَاَذٰنٌ مِّنَ اللهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ"۔ یہ اعلان بقر عید کے دن منٰی میں ہوا۔ (۲) یا نویں عید کا دن حج اکبر کا دن ہے کہ اسی دن قیام عرفات ہے جو حج کا رکن اعلٰی

---

(4)، (رواه الترمذي وقال: حديث حسن صحيح، ابواب تفسير القرآن، باب من سورة التوبه۔ج5، ص273 ۔حديث نمبر 3087، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر الطبعة: الثانية، 1395 هـ 1975 م۔)

۔۔ وابن ماجه، كتاب المناسك، باب الخطبة يوم النحر، ج2، ص1015۔ الناشر: دار إحياء الكتب العربية)

ہے(۳)یاصرف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا حج حج اکبر تھا کہ رسول اکبر نے حج فرمایا تھا اور حسن اتفاق سے اس دن یہود، نصاریٰ مجوسی وغیرہ کی چھ عیدیں جمع ہو گئیں تھیں (۴)یاجب نویں بقرعید جمعہ کو واقع ہو کہ اس کا ثواب ستر ۷۰ حج کے برابر ہے یہ زیادہ مشہور ہے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا حج بھی جمعہ ہی کا ہوا تھا (۵) یا ہر حج اکبر ہے اور عمرہ حج اصغر غرضکہ اس کے بہت معانی ہیں(مرقات، لمعات، اشعہ)

2 یعنی جیسے مکہ معظمہ میں ان حج کی تاریخوں میں احرام کی حالت میں گناہ کرنا حرام کہ اس گناہ میں حرم شریف، مبارک تاریخ اور احرام کی بے حرمتی تین جرم اور شامل ہو جاتے ہیں، ایسے ہی کسی مسلمان بھائی کا ناحق خون کرنا، مال مارنا، بے آبروئی کرنا بہت سے جرموں کا مجموعہ ہے کہ اس میں اس مظلوم بندہ کی حق تلفی بھی رب تعالٰی کی قانونی شکنی اور میرے مخالفت ہے مجھے اپنی امت بہت عزیز ہے، اسے ستانے والا مجھے کب پیارا ہو سکتا ہے۔

3 یعنی خود کشی نہ کرے کہ یہ اپنی جان پر ظلم و زیادتی ہے یا دوسرے مسلمانوں پر ظلم نہ کرے کہ یہ درحقیقت اپنے پر ظلم ہے، رب تعالٰی فرماتا ہے:"لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ "یعنی اپنے کو قتل نہ کرو یعنی بعض بعض کو قتل نہ کرے۔ لایَجنِی صیغہ تو نفی کا ہے مگر بمعنی نہی ہے، جیسے "لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ" یا جیسے رحمہ اللہ یا غفرلہ کہ سب خبریں بمعنی انشاء ہیں۔

4 یہ جملہ یا تو نہی ہے تو معنے یہ ہیں کہ ماں باپ اولاد پر ظلم نہ کریں کہ ان کا حق نہ دیں، انہیں تعلیم وغیرہ سے محروم رکھیں اور اولاد ماں باپ پر ظلم نہ کرے کہ ان کا ادائے حق خدمت نہ کرے یا بمعنی نفی یعنی ماں باپ کے جرم میں اولاد گرفتار نہ ہو گی اور اولاد کے جرم میں ماں باپ کو پکڑ نہ ہو گی اپنی کرنی، اپنی بھرنی "اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى "اہل جاہلیت باپ کا بدلہ اولاد سے اور اولاد کا بدلہ ماں باپ سے لیتے تھے اسی سے ممانعت ہے۔

5 شیطان کو پوجنے سے مراد بت پرستی ہے اور اس میں غیبی خبر ہے، ان شاءاللہ مکہ معظمہ میں تاقیامت شرک وبت پرستی نہ ہو گی۔ مرقات نے فرمایا کہ علانیہ نہ ہو گی کوئی خفیہ وہاں جاکر چھپ کر بت پرستی کرے تو اس کی بدنصیبی ہے، غرضکہ یہ جگہ شرک سے محفوظ ہے۔

6. یعنی مکہ معظمہ میں مسلمان گناہ، لڑائی، چوری، غیبت جھوٹ وغیرہ کرلیا کریں گے اور شیطان اس پر خوش ہوجایا کرے گا کہ میں ان سے کفر تو نہ کرا سکا یہ غنیمت ہے یا سارے مسلمانوں سے روئے سخن ہے کہ مؤمن کے گناہوں سے شیطان راضی ہے اور کافر کے کفر سے راضی اسی لیے جھوٹ، خیانت دوسرے گناہ مسلمانوں میں زیادہ ہیں دوسری قوموں میں کم کہ شیطان کفار سے جب کفر کرالیتا ہے تو پھر دوسرے گناہ کرانے کی کوشش نہیں کرتا مگر جب مسلمانوں سے کفر نہیں کرا سکتا تو ان سے دوسرے گناہ کرانے کی بہت کوشش کرتا ہے، ہمیشہ چور بھرے گھر میں جاتا ہے جس میں ہو ہی کچھ نہیں وہاں چور لے گا کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نماز میں وسوسہ نہ آئیں وہ یہود و عیسائیوں کی سی نماز ہے۔ (مرقات) مگر وسوسہ آنا اور ہے لانا کچھ اور۔ مقصد یہ ہے کہ مسلمان وسوسوں کے باعث نماز سے بددل نہ ہوجائیں، لہٰذا حضرت علی کے فرمان پر کوئی اعتراض نہیں، کھانے پر مکھیاں آتی ہیں مکھیاں اڑائے جاؤ اور کھانا کھائے جاؤ۔

[۴]،،عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَهُمْ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ، وَإِنَّ رَاحِلَتَهُ لَتَقْصَعُ بِجِرَّتِهَا، وَإِنَّ لُغَامَهَا لَيَسِيلُ بَيْنَ كَتِفَيَّ، قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ قَسَمَ لِكُلِّ وَارِثٍ نَصِيبَهُ مِنَ الْمِيرَاثِ، فَلَا تَجُوزُ لِوَارِثٍ وَصِيَّةٌ. الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ، وَمَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، أَوْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ أَوْ قَالَ: عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ [5]—	’عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس حال میں خطبہ دیا کہ آپ اپنی سواری) اونٹنی (پر تھے، وہ جگالی کر رہی تھی، اور اس کا لعاب میرے مونڈھوں کے درمیان بہہ رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے میراث میں سے ہر وارث کے لئے ثابت کردہ حصہ مقرر کر دیا ہے اور وارث کے لئے وصیت کرنا جائز نہیں۔ بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر تولد ہوا اور بدکار کے لئے پتھر!۔ جس نے اپنے باپ کے بجائے کسی دوسرے کو باپ قرار دیا یا جس غلام نے اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کو آقا ظاہر کیا تو ایسے شخص پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی طرف لعنت ہے، نہ اس کا نفل قبول ہوگا، نہ فرض یا یوں کہا کہ نہ فرض قبول ہوگا نہ نفل“

(5)۔ ابن ماجه، باب لا وصية للوارث، ج2، ص905، دار إحياء الكتب العربية

روایت ہے حضرت ابوامامہ سے فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کو حجۃالوداع کے موقع پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنافرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اے لوگو!) اپنے رب اللہ تعالی سے ڈرو اور اپنی پانچ نمازیں پڑھو اور اپنے مہینہ کا روزہ رکھو اور اپنے مالوں کی زکوۃ دو اپنے حکم والے کی اطاعت کروا۱ اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۲ (احمد و ترمذی)	[۵]عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِي حَجَّةِ الوَدَاعِ: فَقَالَ: «اتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ، وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ، وَأَطِيعُوا ذَا أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ»(6)

شرح

۱ حکم والوں سے خلیفۃ المسلمین، اسلامی حکام، علمائے دین سب ہی مراد ہیں۔ اطاعت سے مراد ان کے جائز احکام میں فرمانبرداری کرنا ہے، خلاف شرع حکم کی اطاعت لازم نہیں، چونکہ رمضان کے روزے صرف اسی امت پر فرض ہوئے اس لیئے شَهْرَكُم فرمایا، زکوۃ روزے کے بعد فرض ہوئی اس لئے اس کا ذکر بھی روزے کے بعد ہوا۔

۲ اعمال کی نسبت بندوں کی طرف کی اور جنت کی رب کی طرف تاکہ خرید و فروخت کے معنی ظاہر ہوں، فرماتا ہے: "اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی"۔ خیال رہے کہ مختلف احادیث مختلف اوقات کی ہیں جس زمانہ میں کوئی عبادت نہ آئی تھی تب فرمایا گیا جس نے کلمہ پڑھ لیا جنتی ہو گیا جب نماز آگئی تو نماز ہی پر جنت کا وعدہ فرمایا گیا اور جب زکوۃ روزے وغیرہ بھی آگئے تب جنتی ہونے کے لئے ان اعمال کی بھی قید لگی، لہذا احادیث میں تعارض نہیں۔

روایت ہے حضرت ام الحصین سے۱ فرماتی ہیں میں نے حج کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج وداع تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی باتیں فرمائیں پھر میں نے سنا فرمایا رسول	[۵]عَنْ يَحْيَى بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ الْحُصَيْنِ، قَالَ: سَمِعْتُهَا تَقُولُ: حَجَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى

(6)۔ (ترمذی باب فضل الصلاة ج2، ص516، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر الطبعة: الثانية، 1395هـ - 1975م)

[۶] اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ، فَرَأَيْتُهُ حِينَ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ، وَانْصَرَفَ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَأُسَامَةُ أَحَدُهُمَا يَقُودُ بِهِ رَاحِلَتَهُ، وَالْآخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهُ عَلَى رَأْسِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الشَّمْسِ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلًا كَثِيرًا، ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: «إِنْ أُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ مُجَدَّعٌ - حَسِبْتُهَا قَالَتْ - أَسْوَدُ، يَقُودُكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى، فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا»(7)	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر تم پر ناقص الاعضاء غلام حاکم بنادیا جائے جو تم کو اللہ کی کتاب سے چلائے اس کی سنو اور اطاعت کرو۲؎ (مسلم)

شرح

۱؎ آپ ام حصین بنت اسحاق قبیلہ احمس سے ہیں، آپ کے بیٹے یحیی ابن حصین ہیں، آپ صحابیہ ہیں، حجۃ الوداع میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں۔

۲؎ یعنی اگر سلطان اسلام کسی حبشی غلام کو تمہارا حاکم بنادے تب بھی تم اس غلام حاکم کی فرمانبرداری کرو کہ یہ سلطان کی اطاعت ہے یا اگر بالفرض حبشی غلام سلطان بن جائے جسے مسلمان چن لیں تو اگرچہ وہ خلیفہ تو نہیں کہ خلافت اسلامیہ صرف قریش سے خاص ہے مگر سلطان تو ہے تب بھی اس کی اطاعت کرو۔(از مرقات)خیال رہے کہ یزید پلید نہ سلطان تھا نہ حاکم بلکہ اس کو سلطان بنانے کا مسئلہ درپیش تھا، حضرت امام حسین نے اسے سلطان بنانے سے انکار کیا لہذا یہ حدیث حضرت امام حسین کے عمل کے خلاف نہیں، بادشاہ بنانا اور ہے بنے ہوئے بادشاہ کی اطاعت کرنا کچھ اور، فاسق کو نماز کا امام نہ بناؤ لیکن اگر بن چکا ہے تو جماعت نہ چھوڑو اس کے پیچھے نماز پڑھ لو۔

---

(7)۔(صحیح مسلم ،باب استحباب رمی جمرہ العقبہ یوم النحر ،ج 2 ،ص 944، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت)

[۷]--- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: غَدَاةَ الْعَقَبَةِ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ «الْقُطْ لِي حَصًى» فَلَقَطْتُ لَهُ سَبْعَ حَصَيَاتٍ، هُنَّ حَصَى الْخَذْفِ، فَجَعَلَ يَنْفُضُهُنَّ فِي كَفِّهِ وَيَقُولُ «أَمْثَالَ هَؤُلَاءِ، فَارْمُوا» ثُمَّ قَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ، فَإِنَّهُ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ»(8)	عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ عقبہ کی صبح کو فرمایا، اس وقت آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے " : میرے لیے کنکریاں چن کر لاؤ"، چنانچہ میں نے آپ کے لیے سات کنکریاں چنیں، وہ کنکریاں ایسی تھیں جو دونوں انگلیوں کے بیچ آ جائیں، آپ انہیں اپنی ہتھیلی میں ہلاتے تھے اور فرماتے تھے " : انہیں جیسی کنکریاں مارو"، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" :لوگو! دین میں غلو سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو دین میں اسی غلو نے ہلاک کیا
[۸]،،،، أَلَا وَقَدْ رَأَيْتُمُونِي وَسَمِعْتُمْ مِنِّي وَسَتُسْأَلُونَ عَنِّي، فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ،(9)	"خبر دار! تم لوگوں نے مجھ سے سن لیا اور مجھے دیکھ لیا، عنقریب تم سے میرے بارے میں سوال ہو گا پس جس نے بھی مجھ پر جھوٹ باندھا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں سمجھے۔'

(8)۔ (ابن ماجه ـ باب قدر حصى الرمى ،ج2 ،ص 1008۔ الناشر: دار إحياء الكتب العربية)

(9)۔ (مسند امام احمد بن حنبل رحمة الله عليه ـ احاديث رجال من اصحاب النبى ﷺ ج38، ص 482، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 هـ 2001 م)

خطبہ یوم الرؤس اوسط ایامِ التشریق، ۱۲/ذوالحجہ

یہ خطبہ پچھلے دو خطبوں کی طرح کا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے یہ خطبہ سوموار کو سواری پر منیٰ کے مقام پر 'اوسط ایام التشریق' میں ارشاد فرمایا۔ سنن ابی داود میں ابو نجیح سے روایت ہے کہ وہ بنی بکر کے دو آدمیوں سے روایت کرتے ہیں:

۹ ,,,رأينا رسول الله يخطب بين أوسط أيام التشريق، ونحن عند راحلته، وهي خطبة رسول الله التي خطب بمني (10)	''ہم نے نبی ﷺ کو اوسط ایام تشریق میں منیٰ کے مقام، پر خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا، اس وقت ہم ان کی سواری کے قریب ہی تھے اور منیٰ کا خطبہ یہی ہے۔'

"و نحن عند راحلته" سے پتہ چلتا ہے کہ وہ سواری پر تھے۔

اس بارے میں مزید روایات درج ذیل ہیں:

☆ امام بیہقی اپنی 'سنن' میں سراء بنت نبہاء کی روایت لائے ہیں، وہ فرماتی ہیں:

[۱۰] "سمعت رسول الله ﷺ، يقول في حجة الوداع: هل تدرون أي يوم هذا قال وهو اليوم الذي يدعون يوم الرؤس، قالوا: الله ورسوله أعلم، قال: هذا أوسط أيام التشريق: هل تدرون أي بلد هذا؟ قالوا: الله ورسوله أعلم، قال: هذا الشهر الحرام، ثم قال: إني لا أدري	''میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے، کیا تم جانتے ہو، یہ کون سا دن ہے؟ اور یہ وہ دن تھا جسے 'یوم الرؤس' کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ سب لوگوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، فرمایا! یہ اوسط ایام التشریق ہے اور تم جانتے ہو یہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، فرمایا: یہ مشعر الحرام ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: میں نہیں جانتا شاید اس وقت کے بعد میں تم سے ملاقات کروں۔ بے شک تمہارا خون، تمہارے اَموال اور

(10)۔ (صحیح ابی داود:۲/۱۷۲،

(بیہقی:۵/۱۵۱، مجمع الزوائد:۳/۲۷۳) بیہقی:۵/۱۵۱)

[۱۱]، لعلي لا ألقاكم بعد هذا ألا وإن دماءكم وأموالكم وأعراضكم عليكم حرام كحرمة يومكم هذا في بلدكم هذا حتى تلقوا ربكم فيسألكم عن أعمالكم ألا فليبلغ أقصاكم أدناكم ألا هل بلغت" (11)	تمہاری آبروئیں تمہارے ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح آج کا دن حرمت والا ہے اور یہ شہر حرمت والا ہے، یہاں تک کہ تم اپنے ربّ سے جا ملو۔ عنقریب وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق سوال کرے گا۔ خبردار! تمہارا قریب والا دور والے کو یہ باتیں پہنچا دے۔ خبردار! کیا میں نے تم کو تبلیغ کر دی۔" ☆خطبہ اوسط ایام التشریق کے متعلق حافظ نورالدین ہیثمی ابو نقرۃ سے کا فرمان یوں روایت کیا گیا جس میں آپ ﷺ روایت لائے ہیں ہے:

[۱۲]"يأيها الناس إن ربكم واحد وأباكم واحد ألا لا فضل لعربي على عجمي ولا لعجمي على عربي ولا أسود على أحمر ولا أحمر على أسود إلا بالتقوى(12)"	"لوگو! بے شک تمہارا ربّ ایک ہے اور بے شک تمہارا باپ ایک ہے، ہاں عربی کو عجمی پر عجمی کو عربی پر، سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب سے۔"

☆ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ اوسط ایام التشریق کو ہی سورہ ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ نازل ہوئی۔
(بیہقی:۵/۱۵۲)

---

(11)۔ (بیہقی:۵/۱۵۱، مجمع الزوائد:۳/۲۷۳)

(12)۔ (مجمع الزوائد:۳/۲۶۶، مسند احمد:۵/۴۱۲)

حجۃ الوداع کے غیر معین خطبات

☆ ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک تھا، آپ ﷺ نے سب سے پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا:

[۱۳]"ألا لعلكم لا ترونی بعد عامكم هذا، ألا لعلكم لا ترونی بعد عامكم هذا ألا لعلكم لا ترونی بعد عامكم هذا، اعبدوا ربكم وصلوا خمسكم وصوموا شهركم و حجوا بيتكم و أدوا زكوتكم طيبة بها أنفسكم تدخلوا جنة ربكم عزوجل"(13)	" سال کے بعد شاید تم مجھے نہ دیکھ سکو، خبردار! اس سال کے بعد شاید تم مجھے نہ دیکھ سکو۔ اپنے پروردگار کی عبادت کرو، پانچوں وقت کی نماز پڑھو اور حج کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ یہ سب کام خوشی سے سرانجام دو تو تم اپنے ربّ کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔"

☆ امام بخاری اپنی 'صحیح' میں ابن عمرؓ کی روایت لائے ہیں جس کے الفاظ یوں ہیں: "آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے دجال کا ذکر کیا کہ کوئی بھی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی اُمت کو اس (دجال) سے نہ ڈرایا ہو۔ نوحؑ اور اس کے بعد آنے والے نبیوں نے بھی اس کے بارے میں ڈرایا۔ وہ تم (امتِ محمدیہ کے زمانہ) میں ظاہر ہو گا اور یہ بات تم خوب جانتے ہو، اس کی حالت بھی تم سے ڈھکی چھپی نہیں اور نہ ہی یہ بات تم پر مخفی ہے کہ تمہارا ربّ ان چیزوں کو بھی جانتا ہے جو تمہارے لئے پردہ میں ہیں (یہ تین دفعہ فرمایا)۔ اور فرمایا: تمہارا ربّ کانا نہیں جبکہ اس (دجال) کی دائیں آنکھ کانی ہے اور وہ آنکھ اس طرح ہے جس طرح پھولا ہوا منقیٰ ہوتا ہے۔ افسوس تم پر دیکھو! میرے بعد کفر میں نہ لوٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنا شروع کر دو۔"

دوسری جگہ حضرت جریرؓ سے روایت ہے کہ "نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع میں حضرت جریر کو فرمایا کہ لوگوں کو چپ کروائیں، پھر فرمایا کہ میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔"

☆ ابو امامہ الباہلی سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

(13)۔ (مسند احمد: ۵/۲۶۲، المسدرک حاکم: ۱/۹)

[۱۴] "يأيها الناس! خذوا من العلم قبل أن يُقبض العلم، وقبل أن يرفع العلم، وقد كان أنزل الله عز وجل ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لاَ تَسْأَلُوْا عَنْ أَشْيَاءَ اِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَاِنْ تَسْأَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَلَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾ قال فكنا نذكرها كثيرا من مسألته واتقينا ذلك حين أنزل الله على نبيه ﷺ قال فأتينا أعرابيا فرشوناه برداء قال فاعتم به حتى رأيت حاشية البرد خارجة من حاجبه الأيمن قال: ثم قلنا له سل النبي ﷺ قال فقال له يا نبي الله! كيف يرفع العلم منا وبين أظهرنا المصاحف وقد تعلمنا ما فيها وعلمناها نساءنا وذرارينا وخدمنا قال فرفع النبي ﷺ رأسه وقد علت وجهه حمرة من الغضب قال فقال: أي ثقلتك أمك! هذه اليهود والنصارى بين أظهرهم المصاحف لم يصبحوا يتعلقوا بحرف مما جاءتهم به أنبياؤهم ألا وإن من ذهاب العلم أن يذهب حملته، ثلاث مرات"(14)	ترجمہ: "اے لوگو! علم حاصل کرلو قبل اس کے کہ وہ قبض کرلیا جائے اور اٹھالیا جائے (اور اس وقت تک یہ آیت نازل ہوچکی تھی) ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لاَ تَسْأَلُوْا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُوْءكُمْ وَإِنْ تَسْأَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَلَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾ کسی نے پوچھا کہ علم کیسے اُٹھالیا جائے گا حالانکہ ہمارے پاس مصاحف موجود ہیں، ہم اس کو سیکھتے ہیں اور ان میں موجود (مسائل) اپنی عورتوں، اولاد اور خادموں کو بھی سکھلاتے ہیں؟ تو نبی کریم ﷺ نے سر اٹھایا اور آپ کا چہرہ غصے سے سرخ ہورہا تھا، فرمایا! تیری ماں تجھے گم پائے، یہود و نصاریٰ کے درمیان بھی تو مصاحف موجود تھے لیکن انہوں نے اپنے انبیا کی لائی ہوئی آسمانی کتابوں میں سے ایک حرف کے ساتھ بھی سروکار نہ رکھا۔ خبردار علم کے ختم ہوجانے کی ایک یہ بھی شکل ہے کہ اس کے جاننے والے ختم ہوجائیں، آپ ﷺ نے یہ بات تین دفعہ کہی۔"

☆ فضالہ بن عبیدۃ انصاری سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا:

[۱۵] "سأخبركم، مَن المسلم؟ من سلم الناس من لسانه ويده والمؤمن من أمنه الناس على أموالهم	"عنقریب میں تمہیں خبردوں گا کہ مسلمان کون ہے؟ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے لوگ سلامت رہیں، اور

(14)" (مسند احمد: ۵/۲۶۶)

وأنفسهم، والمهاجرين هجر الخطايا الذنوب، والمجهدين جاهد نفسه في طاعة الله تعالى"(15)	مؤمن وہ ہے جس سے لوگوں کے اموال اور جانیں امن میں رہیں، مہاجر وہ ہے جو گناہوں اور خطاؤں کو چھوڑ دے اور مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے۔"

☆ ابو امامہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے حجۃ الوداع میں نبی ﷺ سے سنا کہ

[۱٦]"إن الله قد أعطى كل ذي حق حقه فلا وصية لوارث"(16)	"بے شک اللہ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا، اب وارث کیلئے کوئی وصیت نہیں۔"

☆ حارث بن برصاء فرماتے ہیں کہ میں نے نبیؐ سے حجۃ الوداع میں سنا، آپ ﷺ نے فرمایا:

[۱۷]"من اقتطع حال أخيه بيمين فاجرة فليتبوأ مقعده من النار"(17)	"جس شخص نے اپنے بھائی کا مال جھوٹی قسم سے ہتھیا یا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔"

☆ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں خطبہ دیا اور فرمایا:

[۱۸]"يأيها الناس! إني قد تركت فيكم ما ان اعتصمتم به فلن تضلوا أبداً: كتاب الله وسنة نبيه إن كل مسلم أخ المسلم المسلمون إخوة"(18)	"اے لوگو! بے شک میں تم میں وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے، وہ ہے: اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت۔ بے شک ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔"

---

(15) (کشف الاستار:۱۱۴۳)

(16) (صحيح ابن ماجه:۲۱۹۳، إرواء :۱٦۵۵، نسائی:۳٦۴۱، مشكوٰة:۳۰۷۳)

(17) (ترغیب:۲/۶۲)

(18) (مستدرک حاکم:۱/۹۳)

خلاصہ

☆مسلمان کا خون اور مال اور عزت (بے عزتی کرنا) دوسرے مسلمان پر حرام ہے

☆زمانہ جاہلیت کی تمام رسمیں میرے قدموں میں روند دی گئیں

☆عورتوں کے معاملے میں خدا سے ڈرو (ان کے حقوق پورے پورے ادا کرو)

☆عورتوں پر لازم ہے کہ وہ ان لوگوں کو خاوند کے گھر نہ آنے دیں جن کو خاوند نہ پسند کرتا ہو، اگر عورتیں اس طرح کریں انہیں خاوند غیر مہلک مار مار سکتے ہیں

☆عورتوں کا نان نفقہ شوہر پر لازم ہے

☆میں تمہارے اندر وہ چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں جس کو اگر تم تھامو تو گمراہ نہیں ہو گے اور وہ قرآن کریم ہے

☆سال بارہ مہینے کا ہے اور اس میں چار مہینے حرمت والے ہیں (ذیقعدہ، ذوالحجہ، محرم، رجب)

☆تم عنقریب اللہ اپنے رب سے ملو گے وہ تمہارے اعمال کے متعلق تم سے پوچھے گا

☆خبردار! میرے بعد گمراہ نہ ہونا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو

☆ حاضرین پر لازم ہے کہ (میری نصیحتیں اور فرامین) غائبوں تک پہنچائیں

☆کوئی مجرم اپنی جان پر ظلم نہ کرے (یعنی خودکشی نہ کرے یا دوسرے مسلمان پر ظلم کرکے)

☆کوئی مجرم اپنی اولاد پر ظلم نہ کرے اور نہ کوئی فرزند اپنے باپ پر ظلم کرے

☆شیطان اس سے مایوس ہو چکا ہے کہ تمہارے اس شہر (مکہ) میں کوئی اسے پوجے، مگر گناہ کر کے تم اس کی اطاعت کرتے رہو گے جس سے وہ راضی ہوتا رہے گا

☆مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، کسی مسلمان کے لیے اپنے بھائی کی کوئی چیز حلال نہیں جب تک وہ اسے خود نہ دے

☆اے لوگو! اللہ نے ہر ایک وارث کے لیے میراث ثابت کردہ حصہ مقرر فرمایا، وارث کے لیے (اب) وصیت جائز نہیں

☆ بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا ہے، اور بدکار کے لیے پتھر ہے

☆ جس نے اپنے باپ کے بجائے دوسرے کو باپ قرار دیا تو ایسے شخص پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی طرف سے لعنت ہے نہ اس کا نفل قبول ہو گا نہ فرض

☆ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو

☆ پانچ نمازیں پڑھو، اپنے مہینے کے روزے رکھو، اور اپنے مالوں کی زکاۃ دو، اور اپنے حاکم (خلیفۃ المسلمین، اسلامی حکام، علامائے دین) کی اطاعت کرو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ

☆ اگر تم پر ناقص الاعضاء، غلام حاکم بنا دیا جائے جو تم اللہ کی کتاب سے چلائے تو اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو

☆ لوگو! دین میں غلو سے بچو ! کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو دین میں اسی غلو نے ہلاک کیا

☆ عنقریب تم سے میرے بارے میں سوال ہو گا، پس جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم سمجھے

☆ لوگو! تمہارا رب ایک ہے، اور بے شک تمہارا باپ ایک ہے، خبردار! عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر، سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقوی کے سبب سے

☆ دجال کا ذکر فرما کر فرمایا کوئی بھی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی امت کو اس دجال سے نہ ڈرایا (اس کے بعد دجال کی علامات بیان کی ہیں،، دیکھیے حدیث کو)

☆ اے لوگو! علم (دین کا علم) حاصل کرو قبل اس کے وہ قبض کر لیا جائے اور اٹھا لیا جائے، کسی نے پوچھا علم کیسے ختم ہو گا حالانکہ ہمارے پاس مصاحف (کتابیں) موجود ہیں آپ جلال میں آکر فرمایا: علم کے ختم ہونے کی ایک یہ بھی شکل ہے کہ علما ختم ہو جائیں گے یہ بات آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی

☆ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے لوگ سلامت رہیں اور مؤمن وہ ہے جس لوگوں کے اموال اور جانیں امن میں رہیں، اور مہاجر وہ ہے جو گناہوں اور خطاؤں کو چھوڑ دے اور مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے اور اللہ کی اطاعت کرے

☆جس نے اپنے بھائی کا مال جھوٹی قسم سے ہتھیا یا وہ اپنے ٹھکانہ جہنم بنائے

☆اے لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے وہ ہے: اللہ عزوجل کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت

☆☆☆☆☆

اے اللہ عزوجل: ہم عاجز اور گناہ گار تیری بارگاہ میں سر نیاز جھکا کر اور دست سوال دراز کر کے عرض کرتے ہیں ہمیں مغرب کی غلیظ تہذیب اور طور طریقوں، غیر شرعی رسم رواجوں، اور جاہلانہ، تعصّبانہ، من گھڑت طریقوں سے نکال کر اپنے چمکتے دمکتے نور والے نبی ﷺ کی روشن اور یقینی کامیابی کی طرف لے جانے والی شریعت اور سنت پر چلنے کی سعادت نصیب فرما (آمین)

درخواست: انہی خطبات حجۃ الوداع میں ایک جگہ رسول اللہ ﷺ نے حکم ارشاد فرمایا: کہ میری یہ فرامین حاضر غائب تک پہنچائے ، اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا: پہنچاو دو میری طرف سے اگرچہ ایک آیت ہو، ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: اللہ اس بندے کو تر و تازہ رکھے جس حدیث پاک سنی اور یاد رکھی اور اسے آگے پہنچایا۔ اس لیے آپ سب سے درخواست اپنے پاک نبی ﷺ کے یہ بے مثال اور بے حد مفید نصیحتوں پر مشتمل فرامین جتنا ہو سکے امت تک پہنچائیں اور عظیم ثواب اور اجر کا مستحق ٹھہریں

اپنے رب رحمٰن و رحیم کی رحمت اور رؤوف و رحیم نبی ﷺ کی شفاعت اور نظر کرم کا بھکاری:
محمد محمود نقشبندی تونسوی عفی عنہ
استاذ جامعۃ المدینہ فیضان پیر پٹھان تونسہ شریف و امام و خطیب جامع مسجد قادریہ نظامیہ عمر ٹاؤن نزد نیو کالج روڈ تونسہ